تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل عظیم الشان فقہی انسائیکلوپیڈیا

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّہ فِی الْفَتَاوٰی الرَّضَوِیَّہ

فتاوٰی رضویہ

تصنیف لطیف: اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

مَن یُرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیرًا یُفَقِّھْہُ فِی الدِّینِ (حدیث)

العطایا النبویۃ
فی
الفتاوی الرضویۃ

مع تخریج و ترجمہ عربی عبارات

جلد پنجم

تحقیقاتِ نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رِضا بریلوی قدس سرہ العزیز
۱۲۷۲ھ ـــــــ ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ـــــــ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن ۰ جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔ پاکستان (۵۴۰۰۰)
فون نمبر ۷۶۵۷۳۱۴

1

کتاب ـــــــ فتاوٰی رضویہ جلد پنجم

تصنیف ـــــــ شیخ الاسلام امام احمد رضا قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

ترجمہ عربی عبارات ـــــــ (۱) حضرت علامہ صاحبزادہ قاضی عبدالدائم دائم، ہری پور ہزارہ

(۲) حضرت علامہ مفتی محمد خاں قادری، لاہور

پیش لفظ ـــــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی ناظم تعلیمات جامعہ نظامیہ، لاہور

تخریج و تصحیح ـــــــ (۱) مولانا نذیر احمد سعیدی (۲) مولانا محمد عمر ہزاروی

باہتمام و سرپرستی ـــــــ مولانا مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی ناظم اعلیٰ تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان

ترتیب فہرست ـــــــ حافظ محمد عبدالستار سعیدی

کتابت ـــــــ محمد شریف گل کریال کلاں (گوجرانوالہ)

پروف ریڈنگ ـــــــ مولانا سردار احمد حسن سعیدی

پیسٹنگ ـــــــ مولانا محمد یٰسین قادری شطاری

صفحات ـــــــ ۶۹۲

اشاعت ـــــــ ربیع الاول ۱۴۱۴ھ / ستمبر ۱۹۹۳ء

مطبع ـــــــ یوسف عمر پرنٹرز 12 اندرون بھاٹی گیٹ لاہور

ناشر ـــــــ رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

قیمت ـــــــ روپے

ملنے کے پتے

○ رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

۷۶۶۵۷۷۲ ۰۳۰۰/۹۴۱۵۳۰۰

○ مکتبۂ اہلسنت جامعہ نظامیہ رضویہ، اندرون لوہاری دروازہ، لاہور

○ ضیاء القرآن پبلیکیشنز، گنج بخش روڈ، لاہور

○ شبیر برادرز، ۴۰ بی، اردو بازار، لاہور

واللہ تعالٰی اعلم۔

تنبیہ بحمد اللہ تعالٰی یہاں سے ان متکلمین طائفہ منکرین کا جہل شنیع و زور فظیع بوضوح تمام طشت از بام ہوگیا جو کلمات علما مثل مقاصد حسنہ و مجمع البحار و تذکرۃ الموضوعات و مختصر المقاصد وغیرہا سے احادیث تقبیل ابہامین کی نفی صحت نقل کرکے بے دھڑک دعوٰی کردیتے ہیں کہ اُن کے کلام سے بخوبی ثابت ہوا کہ جو احادیث انگوٹھے چُومنے میں لائی جاتی ہیں سب موضوع ہیں اور یہ فعل ممنوع وغیر مشروع ہے، سبحان اللہ کہاں نفیِ صحت کہاں حکمِ وضع، کیا مزہ کی بات ہے کہ جہاں درجات متعددہ ہوں وہاں سب میں اعلٰی کی نفی سے سب میں ادنٰی کا ثبوت ہوجائے گا، مثلاً زید کو کہیے کہ بادشاہ نہیں تو اُس کے معنی یہ ٹھہریں کہ نانِ شبینہ کو محتاج ہے، یا متکلمین طائفہ کو کہئے کہ اولیا نہیں تو اس کا مطلب یہ قرار پائے کہ سب کافر ہیں ولکن الوھابیۃ قوم یجھلون۔

افادہ دوم (جہالتِ راوی سے حدیث پر کیا اثر پڑتا ہے) کسی حدیث کی سند میں راوی کا مجہول ہونا اگر اثر کرتا ہے تو صرف اس قدر کہ اُسے ضعیف کہا جائے نہ کہ باطل وموضوع بلکہ علما کو اس میں اختلاف ہے کہ جہالت قادحِ صحت ومانعِ حجیت بھی ہے یا نہیں تفصیل مقام یہ کہ (مجہول کی اقسام اور ان کے احکام) مجہول کی تین قسمیں ہیں،

اوّل مستور جس کی عدالت ظاہری معلوم اور باطنی کی تحقیق نہیں اس قسم کے راوی صحیح مسلم شریف میں بکثرت ہیں۔

دوم مجہول العین، جس سے صرف ایک ہی شخص نے روایت کی ہو۔

وھذا علی نزاع فیہ، فان من العلماء من نفی الجھالۃ بروایۃ واحد معتمد مطلقا اواذاکان لایروی الاعن عدل عندہ، کیحیی بن سعید القطان وعبد الرحمن بن مھدی والامام احمد فی مسندہ، وھناك اقوال اخر۔

اس قسم میں نزاع ہے بعض محدثین نے مطلقاً صرف ایک ثقہ راوی کی وجہ سے جہالت کی نفی کی ہے یا اس شرط کے ساتھ نفی کی ہے کہ وہ اس سے روایت کرتا ہے جو اس کے ہاں عادل ہے مثلاً یحیٰی بن سعید بن القطان، عبدالرحمان بن مہدی اور امام احمد اپنی مسند میں اور یہاں دیگر اقوال بھی ہیں۔ (ت)

سوم مجہول الحال، جس کی عدالت ظاہری و باطنی کچھ ثابت نہیں وقد یطلق علی ما یشمل المستور (کبھی اس کا اطلاق ایسے معنٰی پر ہوتا ہے جو مستور کو شامل ہوجائے۔ ت)

قسم اوّل یعنی مستور تو جمہور محققین کے نزدیک مقبول ہے، یہی مذہب امام الائمہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کا ہے، فتح المغیث میں ہے، قبلہ ابوحنیفۃ خلافا للشافعی[1] (امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ اسے قبول

---

[1] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث معرفۃ من تقبل روایتہ ومن ترد دارالامام الطبری بیروت ۲/۵۲

کرتے ہیں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ اس میں اختلاف رکھتے ہیں۔ ت) امام نووی فرماتے ہیں یہی صحیح ہے،

قالہ فی شرح المهذب، ذکرہ فی التدریب، وکذلك مال الی اختیارہ الامام ابوعمرو بن الصلاح فی مقدمتہ، حیث قال فی المسئلۃ الثامنۃ من النوع الثالث والعشرین ویشبہ ان یکون العمل علی ھذا الرأی فی کثیر من کتب الحدیث المشهورۃ فی غیر واحد من الرواۃ الذین تقادم العھد بھم و تعذرت الخبرۃ الباطنۃ بھم[1]۔

یہ شرح المہذب میں ہے، تدریب میں بھی اسے ذکر کیا، امام ابوعمرو بن الصلاح نے اپنے مقدمہ میں اسے ہی اختیار فرمایا، انھوں نے تیسویں نوع کے آٹھویں مسئلہ میں کہا ہے اس رائے پر متعدد و مشہور کتب میں عمل ہے جن میں بہت سے ایسے راویوں سے روایات لی گئی ہیں جن کا عہد بہت پرانا ہے اور ان کی باطنی معاملات سے آگاہی دشوار ہے۔ (ت)

اور دو قسم باقی کو بعض اکابر حجت جانتے جمہور موردِ ضعف مانتے ہیں۔ امام زین الدین عراقی الفیہ میں فرماتے ہیں:

واختلفوا ھل یقبل المجھول ۔۔۔ وھو علی ثلثۃ مجعول
مجھول عین من لہ راوٍ فقط ۔۔۔ وردہ الاکثر والقسم الوسط
مجھول حال باطن وظاھر ۔۔۔ وحکمہ الرد لدی الجماھر
الثالث المجھول للعدالۃ ۔۔۔ فی باطن فقط فقد رأی لہ
حجیۃ بعض من منع ۔۔۔ ما قبلہ منھم سُلیم فقطع[2]

(مجہول کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے کہ آیا اسے قبول کیا جائے گا یا نہیں؛ اس کی تین اقسام ہیں، مجہول العین جس کو صرف ایک شخص نے روایت کیا ہو، اسے اکثر نے رَد کر دیا ہے۔ اور دوسری قسم وہ مجہول ہے جس کے راوی کی ظاہری اور باطنی عدالت دونوں ثابت نہ ہوں اسے جمہور نے رَد کر دیا ہے تیسری قسم وُہ مجہول ہے جس میں راوی کی صرف باطنی عدالت ثابت نہ ہو، اسے بعض نے رَد کیا ہے اور بعض نے قبول کیا ہے اور قبول کرنے والوں میں امام سلیم ہیں تو انہوں نے قطعی قبول کیا ہے۔ ت)

عہ ای للامام سلیم بالتصغیر ابن ایوب الرازی الشافعی فانہ قطع بقبولہ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

اس سے مراد امام سلیم (تصغیر) ابن ایوب رازی شافعی ہیں ان کے نزدیک ایسی روایت کو قطعاً قبول کیا جائیگا ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

---

[1] مقدمہ ابن الصلاح النوع الثالث والعشرون مطبوعہ فاروقی کتب خانہ ملتان ص ۱۵۳
[2] الفیہ فی اصول الحدیث مع فتح المغیث معرفۃ من تقبل روایتہ ومن ترد دارالامام الطبری بیروت ۲/ ۴۳

اسی طرح تقریب النواوی وتدریب الراوی وغیرہما میں ہے بلکہ امام نووی نے مجہول العین کا قبول بھی بہت محققین کی طرف نسبت فرمایا مقدمہ منہاج میں فرماتے ہیں:

المجهول اقسام مجهول العدالة ظاهرا وباطنا، ومجهولها باطنا مع وجودها ظاهرا وهو المستور، ومجهول العین، فاما الاول فالجمهور علی انه لایحتج به، واما الاخران فاحتج بهما کثیرون من المحققین۔[1]

مجہول کی کئی اقسام ہیں، ایک یہ کہ راوی کی عدالت ظاہرو باطن میں غیر ثابت ہو، دُوسری قسم عدالت باطناً مجہول مگر ظاہراً معلوم ہو، اور یہ مستور ہے، اور تیسری قسم مجہول العین ہے، پہلی قسم کے بارے میں جمہور کا اتفاق ہے کہ یہ قابلِ قبول نہیں اور دوسری دونوں اقسام سے اکثر محققین استدلال کرتے ہیں۔ (ت)

بلکہ امام اجل عارف باللہ سیدی ابوطالب مکی قدس سرہ الملکی اسی کو فقہائے کرام واولیائے عظام قدست اسرارہم کا مذہب قرار دیتے ہیں، کتاب مستطاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب کی فصل ۳۱ میں فرماتے ہیں:

بعض مایضعف به رواة الحدیث وتعلل به احادیثهم لایکون تعلیلا ولا جرحا عند الفقهاء ولا عند العلماء بالله تعالٰی مثل ان یکون الراوی مجهولا، لایثاره الخمول وقد ندب الیه، اولقلة الاتباع له اذلم یقم لهم الاثرة عنه۔[2]

یعنی بعض وُہ باتیں جن کے سبب راویوں کو ضعیف اور ان کی حدیثوں کو غیر صحیح کہہ دیا جاتا ہے، فقہاء و علماء کے نزدیک باعثِ ضعف وجرح نہیں ہوتیں، جیسے راوی کا مجہول ہونا اس لیے کہ اس نے گمنامی پسند کی کہ خود شرع مطہر نے اس کی ترغیب فرمائی یا اُس کے شاگرد کم ہُوئے کہ لوگوں کو اس سے روایت کا اتفاق نہ ہوا۔

بہرحال نزاع اس میں ہے کہ جہالت سرے سے وجوہِ طعن سے بھی ہے یا نہیں، یہ کوئی نہیں کہتا کہ جس حدیث کا راوی مجہول ہو خواہی نخواہی باطل ومجعول ہو، بعض متشددین نے اگر دعوے سے قاصر دلیل ذکر بھی کی علماء نے فوراً رد وابطال فرمادیا کہ جہالت کو وضع سے کیا علاقہ، مولانا علی قاری رسالہ فضائل نصف شعبان فرماتے ہیں:

---

[1] مقدمہ للامام النووی من شرح صحیح مسلم مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ص ۱۷

[2] قوت القلوب فصل الحادی والثلاثون باب تفضیل الاخبار مطبوعہ دار صادر بیروت ۱/۱۷۷

جہالۃ بعض الرواۃ لا تقتضی کون الحدیث موضوعاً وکذا نکارۃ الالفاظ، فینبغی ان یحکم علیہ بانہ ضعیف، ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال[1]

یعنی بعض راویوں کا مجہول یا الفاظ کا بے قاعدہ ہونا یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو، ہاں ضعیف کہو، پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ[عہ۱] میں امام ابن حجر مکی سے نقل فرمایا: فیہ راو مجہول، ولا یضر لانہ من احادیث الفضائل[2] (اس میں ایک راوی مجہول ہے اور کچھ نقصان نہیں کہ یہ حدیث تو فضائل کی ہے)

موضوعاتِ کبیر میں استاذ المحدثین امام زین الدین عراقی سے نقل فرمایا: انہ[عہ۲] لیس بموضوع وفی سندہ مجہول[3] (یہ موضوع نہیں اس کی سند میں ایک راوی مجہول ہے)

امام بدر الدین زرکشی پھر امام محقق جلال الدین سیوطی لآلی مصنوعہ میں فرماتے ہیں:

لو ثبتت[عہ۳] جہالتہ لم یلزم ان یکون الحدیث موضوعاً مالم یکن فی اسنادہ من یتہم بالوضع[4]

یعنی راوی کی جہالت ثابت بھی ہو تو حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں جب تک اس کی سند میں کوئی راوی وضعِ حدیث سے متہم نہ ہو۔

عہ۱: ذکرہ فی باب فضل الاذان واجابۃ المؤذن آخر الفصل الثانی ۱۲ منہ (م)

فضیلتِ اذان اور جوابِ اذان کے باب کی فصل ثانی کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۲: یرید حدیث عالم قریش یملؤ الارض علما ۱۲ منہ (م)

حدیث "قریش کا ایک عالم زمین کو علم کی دولت سے بھردے گا" کے تحت اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ۳: قالہ فی حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما فی صلاۃ التسبیح لکن اعلہ ابو الفرج بجہالۃ موسی بن عبد العزیز ۱۲ منہ (م)

صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں حضرت عبد اللہ ابن عباس کی حدیث میں اس کو ذکر کیا ہے لیکن ابو الفرج نے موسٰی بن عبد العزیز کی جہالت کی بنا پر اس کو چھوڑ دیا ہے۔ (ت)

---

[1] رسالہ فضائل نصف شعبان

[2] مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ باب الاذان فصل ثانی مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۱۶۷

[3] الاسرار المرفوعۃ فی اخبار الموضوعۃ حدیث ۶۰۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان ص ۱۵۷

[4] لآلی مصنوعہ صلوٰۃ التسبیح " التجاریۃ الکبرٰی مصر ۲/۴۴

یہی دونوں امام تخریج احادیث رافعی ولآلی میں فرماتے ہیں :

لایلزم[ع] من الجھل بحال الراوی ان یکون الحدیث موضوعا[1]۔

راوی کے مجہول الحال ہونے سے حدیث کا موضوع ہونا لازم نہیں آتا۔

امام ابوالفرج ابن الجوزی نے اپنی کتاب موضوعات میں حدیث من قرض بیت شعر بعد العشاء الاٰخرۃ لم تقبل لہ صلاۃ تلک اللیلۃ[2] (جس نے آخری عشاء کے بعد کوئی (لغو) شعر کہا اس کی اس رات کی نماز قبول نہ ہوگی ۔ ت) کی یہ علت بیان کی کہ اس میں ایک راوی مجہول اور دوسرا مضطرب کثیر الخطا ہے، اس پر شیخ الحفاظ امام ابن حجر عسقلانی نے القول المسدد فی الذب عن مسند احمد پھر امام سیوطی نے لآلی وتعقبات میں فرمایا :

لیس فی شیئ مما ذکرہ ابوالفرج ما یقتضی الوضع[3]۔

یہ علتیں جو ابوالفرج نے ذکر کیں ان میں ایک بھی موضوعیت کی مقتضی نہیں۔

امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں حدیث انس رضی اللہ تعالٰی عنہ فی تزویج فاطمۃ من علی رضی اللہ تعالٰی عنہما کی نسبت فرماتے ہیں :

کونہ کذبا فیہ نظر، وانما ھو غریب فی سندہ مجھول[4]۔

اس کا کذب ہونا مسلّم نہیں، ہاں غریب ہے اور راوی مجہول ۔

علامہ زرقانی شرح مواہب[ع۲] میں فرماتے ہیں :

[ع۱] قالاہ فی حدیث وعبد تارک الحج فلیمت انشاء یھودیا او نصرانیا ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ

ایسا بندہ جو حج کو ترک کرنے والا ہو اگر وہ چاہے تو یہودی یا نصرانی مر جائے ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

[ع۲] باب وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ۱۲ منہ

باب وفاۃ امہ وما یتعلق بابویہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] لآلی مصنوعہ	صلوٰۃ التسبیح	مطبوعۃ التجاریۃ الکبرٰی مصر	۱۱۸/۲
[2] کتاب الموضوعات	فی حدیث انشاء الشعر بعد العشاء	مطبوعہ دارالفکر بیروت	۲۶۱/۱
[3] القول المسدد	الحدیث الثانی	مطبوعہ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن ہند	ص ۳۶
[4] الصواعق المحرقۃ	الباب الحادی عشر	" مکتبہ مجیدیہ ملتان	ص ۱۴۳

قال السهیلی فی اسنادہ[عہ۱] مجاهیل وهو یفید ضعفه فقط، وقال ابن کثیر منکر جدا وسندہ مجهول وهو ایضا صریح فی انه ضعیف فقط، فالمنکر من قسم الضعیف، ولذا قال السیوطی بعد ما اورد قول ابن عساکر "منکر" هذا حجة لما قلته من انه ضعیف، لا موضوع، لان المنکر من قسم الضعیف، وبینه وبین الموضوع فرق معروف فی الفن، فالمنکر ما انفرد به الراوی الضعیف مخالفا لروایة الثقات فان انتفت کان ضعیفا فقط وهی مرتبة فوق المنکر اصلح حالا منه[1] اھ ملخصا

امام سہیلی کہتے ہیں کہ اس کی سند میں مجہول راوی ہیں جو اس کے فقط ضعف پر دال ہیں۔ ابن کثیر نے کہا کہ بہت زیادہ منکر ہے اور اس کی سند مجہول ہے اور یہ بھی اس بات کی تصریح ہے کہ یہ فقط ضعیف ہے، کیونکہ منکر ضعف کی اقسام میں سے ہے، اسی لیے امام سیوطی نے ابن عساکر کے قول "یہ منکر ہے" وارد کرنے کے بعد فرمایا یہ میرے اس قول "یہ ضعیف ہے" کی دلیل ہے موضوع ہونے کی نہیں کیونکہ منکر ضعیف کی قسم ہے اس کے بعد اور حدیث موضوع کے درمیان فنِ اصول حدیث میں فرق واضح اور مشہور ہے منکر اس روایت کو کہتے ہیں جس کا راوی ضعیف ہو اور روایت کرنے میں منفرد اور ثقہ راویوں کے خلاف ہو یہ کمزوری اگر منتفی ہو جائے تو صرف ضعیف ہوگی اور اس کا مرتبہ منکر سے اعلٰی ہے اور اس سے حال کے لحاظ سے بہتر ہے اھ ملخصا (ت)

خلاصہ یہ کہ سند میں متعدد مجہولوں کا ہونا حدیث میں صرف ضعف کا مورث ہے اور صرف ضعیف کا مرتبہ حدیث منکر سے احسن و اعلٰی ہے جسے ضعیف راوی نے ثقہ راویوں کے خلاف روایت کیا ہو، پھر وہ بھی موضوع نہیں، تو فقط ضعیف کو موضوعیت سے کیا علاقہ، امام جلیل جلال الدین سیوطی نے ان مطالب کی تصریح فرمائی واللہ تعالٰی اعلم۔

افادۂ سوم (حدیث منقطع کا حکم) اسی طرح سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں، ہمارے ائمہ کرام اور جمہور علماء کے نزدیک تو انقطاع سے صحت و حجیت ہی میں کچھ خلل نہیں آتا امام محقق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں:

ضعف بالانقطاع وهو عندنا کالارسال[عہ۲] بعد

اسے انقطاع کی بنا پر ضعیف قرار دیا ہے جو کہ نقصان دہ نہیں

[عہ۱] یعنی حدیث احیاء الابوین الکریمین حتی اٰمنا به صلی اللہ تعالٰی علیه وسلم ۱۲ منہ (م)

یعنی وہ حدیث جس میں ہے کہ حضور کے والدین کریمین زندہ ہو کر آپ کی ذات پر ایمان لائے یہ اسی حدیث کے تحت مذکور ہے ۱۲ منہ (ت)

[عہ۲] قوله کالارسال ای علی تفسیر وهو منه علی اٰخر وهو هو علی اطلاق ۱۲ منہ (م)

قولہ کالارسال یعنی ایک تفسیر پر اور وہ یہ ہے کہ سند کے آخر سے راوی ساقط ہو اور وہ ارسال انقطاع علی الاطلاق ہے ۱۲ منہ (ت)

---

[1] شرح الزرقانی علی المواہب باب وفات امہ وما یتعلق بابویہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مطبوعہ مطبعۃ عامرہ مصر ۱/ ۱۹۶

عدالۃ الرواۃ وثقتھم لایضر[1]۔

کیونکہ راویوں کے عادل وثقہ ہونے کے بعد منقطع ہمارے نزدیک مرسل کی طرح ہی ہے۔ (ت)

امام ابن امیر الحاج حلیہ[عہ1] میں فرماتے ہیں:

لا یضر ذلک فان المنقطع کالمرسل فی قبولہ من الثقات[2]۔

یہ بات نقصان نہیں دیتی کیونکہ منقطع قبولیت میں مرسل کی طرح ہے جبکہ ثقہ سے مروی ہو۔ (ت)

مولانا علی قاری مرقاۃ[عہ2] میں فرماتے ہیں:

قال ابوداود ھذا مرسل ای نوع مرسل وھو المنقطع لکن المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور[3]۔

ابوداود فرماتے ہیں کہ یہ مرسل یعنی مرسل کی قسم منقطع ہے لیکن مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ (ت)

اور جو اُسے قادح جانتے ہیں وُہ بھی صرف مورثِ ضعف مانتے ہیں نہ کہ مستلزم موضوعیت، مرقاۃ شریف میں امام ابن حجر مکی سے منقول:

لایضر[عہ3] ذلک فی الاستدلال بہ ھھنا لان المنقطع

یعنی یہ امر یہاں کچھ استدلال کو مضر نہیں کہ منقطع پر فضائل

عہ1: علی اول صفۃ الصلوۃ فی الکلام علی زیادۃ وجل ثناؤک فی الثناء ۱۲ منہ (م)

صفۃ الصلوۃ کی ابتداء میں جہاں ثناء میں "وجل ثناءک" کے الفاظ کے اضافہ میں کلام ہے وہاں اس کا ذکر ہے ۱۲ منہ (ت)

عہ2: تحت حدیث ام المؤمنین رضی اللہ تعالٰی عنہا کان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یقبل بعض ازواجہ ثم یصلی ولا یتوضوء ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔ (م)

اس کا ذکر ام المؤمنین کی اس حدیث کے تحت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اپنی بعض ازواجِ مطہرات سے تقبیل فرماتے تو وضو کے بغیر یونہی نماز پڑھ لیتے تھے۔ ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (ت)

عہ3: تحت حدیث اذا رکع احدکم فقال فی رکوعہ سبحان ربی العظیم ثلث مرات فقد تم رکوعہ قال الترمذی لیس اسنادہ بمتصل فقال ابن حجر ھو لا یضر ذلک ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

اس حدیث کے تحت اس کا ذکر ہے کہ جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو وہ رکوع میں تین دفعہ "سبحان اللہ العظیم" پڑھے اس طرح اس کا رکوع مکمل ہوجائیگا۔ ترمذی نے کہا اسکی سند متصل نہیں تو حافظ ابن حجر نے کہا یہ نقصان دہ نہیں ۱۲ منہ (ت)

---

[1] فتح القدیر کتاب الطہارۃ مطبوعہ نوریہ رضویہ سکھر ۱/ ۱۹

[2] حلیۃ المحلی

[3] مرقات شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب یوجب الوضوء مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱/ ۳۴۳

یعمل بہ فی الفضائل اجماعاً[1] ـــــــــــــــــــ میں تو بالاجماع عمل کیا جاتا ہے۔

افادۂ چہارم (حدیث مضطرب بلکہ منکر بلکہ مدرج بھی موضوع نہیں) انقطاع تو ایک امر سہل ہے جسے صرف بعض نے طعن جانا، علماء فرماتے ہیں: حدیث کا مضطرب بلکہ منکر ہونا بھی موضوعیت سے کچھ علاقہ نہیں رکھتا، یہاں تک کہ دربارۂ فضائل مقبول رہے گی۔ بلکہ فرمایا کہ مدرج بھی موضوع سے جُدا قسم ہے حالانکہ اُس میں تو کلام غیر کا خلط ہوتا ہے۔ تعقبات[ع۱] میں ہے:

المضطرب من قسم الضعیف لا الموضوع[2]۔ مضطرب، حدیث ضعیف کی قسم ہے موضوع نہیں (ت)

اُسی[ع۲] میں ہے:

المنکر نوع اٰخر غیر الموضوع وھو من قسم الضعیف[3]۔ منکر، موضوع کے علاوہ ایک دوسری نوع ہے جو کہ ضعیف کی ایک قسم ہے۔ (ت)

اُسی[ع۳] میں ہے:

صرح ابن عدی بان الحدیث منکر فلیس بموضوع[4]۔ ابنِ عدی نے تصریح کی ہے کہ حدیث منکر، موضوع نہیں ہوتی۔ (ت)

اُسی[ع۴] میں ہے:

المنکر من قسم الضعیف وھو محتمل فی الفضائل[5]۔ منکر ضعیف کی قسم ہے اور یہ فضائل میں قابلِ استدلال ہے۔ (ت)

ع۱ ذکرہ فی اٰخر باب الجنائز ۱۲ منہ (م) — باب الجنائز کے آخر میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۲ اول باب الاطعمۃ ۱۲ منہ (م) — باب الاطعمہ کے شروع میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۳ اول باب البعث ۱۲ منہ (م) — باب البعث کے شروع میں اس کو ذکر کیا ہے ۱۲ منہ (ت)

ع۴ قالہ فی اواخر الکتاب تحت حدیث فضل قزوین ۱۲ منہ رضی اللہ تعالٰی عنہ (م)

---

[1] مرقات شرح مشکوٰۃ الفصل الثانی من باب الرکوع مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۲/۳۱۵

[2] التعقبات علی الموضوعات باب الجنائز مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل شیخوپورہ ص۲۶

[3] " " " باب الاطعمہ " " ص۳۰

[4] " " " باب البعث " " ص۵۱

[5] " " " باب المناقب " " ص۶۰